

## سوال و جواب

### پاک چین اقتصادی راہداری-منصوبہ اور ایران افغانستان بھارت کا چاہ بہار پر منصوبہ سوال:

چاہ بہار بندر گاہ کو ٹرانزٹ ٹریڈ کے لئے استعمال کیا جائے گا اس کے لئے مشترکہ تعاون کے پیش نظر ایران نے بھارت اور افغانستان کے ساتھ سہ ملکی معاہدے پر دستخط کر دیے۔ چاہ بہار ایران کے جنوب میں دریائے عمان کے کنارے واقع ہے..... ترویراتی مقاصد کے حامل اس معاہدے پر دستخطوں کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ اس منصوبے کا ہدف تینوں ممالک کے درمیان اقتصادی راہداری کی تشکیل ہے..... ایرانی بندر گاہ چاہ بہار پاکستانی گوادرن بندر گاہ سے محض 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ چین گوادرن بندر گاہ کی جدید تشکیل پر بھی کام کر رہا ہے، جو کہ پاک چائنا کنٹیکٹ کارڈ پر منصوبے (سی پیک) کا حصہ ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل پر 46 ارب ڈالر لاگت آئے گی (العربیہ 24 مئی 2016)۔ اس سے قبل یعنی 20 اپریل 2015 کو چین و پاکستان کے درمیان اقتصادی راہداری منصوبے پر اتفاق ہوا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اس قسم کے بڑے بڑے منصوبے محض اقتصادی منصوبوں کی حیثیت رکھتے ہیں یا اس کے پیچھے سیاسی محرکات بھی کار فرما ہوتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ ان منصوبوں میں شامل ممالک امریکہ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، سوائے چین کے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چین کو جنوبی بحر چین سے دور دراز کے علاقوں میں مصروف کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ کیا ان جیسے ضخیم منصوبوں کے ذریعے جن کے اقتصادی فوائد و ثمرات 46 ارب ڈالر کے برابر نہیں ہو سکتے، چین کو اقتصادی طور پر مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار کرنا ہے؟ آخر میں یہ کہ کیا ان منصوبوں کے اہداف ان ممالک کو بھی نظر میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں، جو معاہدہ کرنے والے ممالک کے علاوہ ہیں جیسے وسطی ایشیا کے ممالک؟ جزاک اللہ خیراً۔ سوال کی طوالت پر معذرت خواہ ہوں۔

جواب:

واضح جواب تک رسائی کے لئے مندرجہ ذیل امور پر نظر ڈالتے ہیں:

پہلا: سوال میں مذکور دونوں منصوبوں میں شراکت دار ریاستوں کے ساتھ امریکہ کے تعلقات کا ذکر کیا گیا ہے

1 1998 میں جب بھارت میں بھارتیہ جنتا پارٹی برسر اقتدار آئی اور اس کے دور حکومت میں بھارت کی وفاداریاں امریکہ کے ساتھ ہو گئی تھیں، پھر 2004 میں اسے ناکامی ہوئی جبکہ 2014 میں ایک دفعہ پھر مودی کی قیادت میں حکومت بنانے میں اسے کامیابی ملی، تو اس وقت بھارت کے ساتھ امریکی تعاون کھل کر سامنے آیا۔ چنانچہ بھارت اور امریکہ کے درمیان کئی میدانوں میں معاہدات طے پائے، بالخصوص ایٹمی ٹیکنالوجی کے میدان میں۔ ان معاہدات سے یہ بھی واضح تھا کہ یہ چین کے مقابلے میں کیے جا رہے ہیں۔ جبکہ اس حوالے سے پاکستان کی صورت حال ایسی ہے کہ گزشتہ صدی کی نوے کی دہائی میں نواز شریف حکومت سے لے کر پرویز مشرف اور آصف زرداری کی حکومتوں اور موجودہ نواز حکومت تک برابر امریکی وفاداریوں پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اسی مشترکہ وفاداری کے سبب پاکستان اور بھارت کے درمیان قربتیں بڑھیں اور پاکستان نے امریکی اشاروں پر بھارت کے حق میں کئی اہم امور پر دستبرداری اختیار کی، جس کا مقصد بھارت میں امریکی ایجنٹوں کو توانا بنانا اور چین کے خلاف ان کے موقف کی پشت پناہی تھا۔ امریکہ نے پاکستان کو یہ مہم سونپ دی کہ وہ نہ صرف اندرونی طور پر بلکہ اس پورے خطے میں اسلامی تحریکات کے ساتھ نئے، جسے "دہشت گردی" اور علیحدگی پسندی کے خلاف جنگ کا نام دیا گیا۔ 9 جون 2016 کو ایک سوال کے جواب میں کہا گیا تھا "اس کے باوجود کہ پاکستان اور بھارت دونوں ممالک میں حکومتیں امریکہ کی وفادار ہیں مگر امریکہ ہر ایک کے لئے مختلف اہداف رکھتا ہے، بھارت کے لئے اس کا

ہدف یہ ہے کہ اسے چین کے مقابلے میں لاکھڑا کیا جائے، پاکستان کے ساتھ تعلقات کا ہدف یہ ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف پاکستانی اور افغانی مزاحمت کا ڈٹ کر مقابلہ کرے....."

2 جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو اس کی وفاداریاں بھی امریکہ کے ساتھ ہیں اور اس نے افغانستان پر امریکی قبضے میں تعاون اور وہاں استحکام کے حصول میں مدد فراہم کرنے کو خود تسلیم کیا۔ ایران سابق امریکی ایجنٹ اور غلام کرزی حکومت اور موجودہ اشرف غنی حکومت کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ 29 جون 2016 کو ترکی اخبار "اخبار العالم" نے سابق ایرانی وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی کے انٹرویو کو نقل کر کے شائع کیا۔ یہ انٹرویو ایرانی اخبار "ایران" نے کیا تھا۔ علی اکبر ولایتی آج کل جمہوریہ ایران کے خامنہ ای کی مشاورتی کابینہ کے صدر ہیں۔ اس انٹرویو میں اس نے ایران و امریکہ کے درمیان تعلقات اور تعاون کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: "ایران نے افغانستان کے معاملے پر امریکہ کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ شروع کیا..... اس بات چیت میں اقوام متحدہ میں ہمارا مستقل نمائندہ موجودہ وزیر خارجہ جواد ظریف تھا..... جبکہ افغانستان کا بہت بڑا علاقہ طالبان کے ہاتھوں میں تھا۔ ان حالات میں اگر ایران نہ ہوتا تو امریکہ افغانستان نہیں آسکتا تھا....." اس نے مزید کہا: "اس جیسی صورتحال عراق کے معاملے میں تھی، جب ایران اور امریکہ کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا کہ صدام حکومت کے خاتمے کے بعد عراق میں امن وامان کے قیام کے لئے مشترکہ مقاصد کے حوالے سے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے....." اخبار نے ایران کے سابق صدر ہاشمی رفسنجانی کے بارے میں بھی اس سے ملتی جلتی باتیں نقل کیں اور یہ کہ یہ سب کچھ مرجع کی اجازت سے کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: "وہ گفتگو جو اس وقت امریکہ اور ایران کے درمیان جاری ہے، اس کا اصل سرچشمہ مرشد اعلیٰ سے پیشگی اجازت ہے۔ امریکہ کے ساتھ ایران کے مذاکرات عمان کے سلطان قابوس کے وساطت سے شروع ہوئے تھے، یہ مذاکرات حسن روحانی حکومت کے وجود میں آنے سے چھ مہینے پہلے شروع ہوئے".....۔ یہ تمام حقائق امریکہ کے ساتھ ایرانی تعلقات کو ثابت کرتے ہیں۔ امریکہ نے اس کے بدلے ایران کو افغانستان اور عراق میں کردار ادا کرنے کا موقع دیا..... 11 جون 2016 کو ایک سوال کے جواب میں کہا گیا تھا، "دوسری طرف یہ دکھائی دیتا ہے کہ امریکہ افغانستان میں بھارت کو کردار دینا چاہتا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات مستحکم کرنے پر کام کر رہا ہے تاکہ امریکہ افغانستان میں اپنے استحکام کو فروغ دینے کے سلسلے میں پاکستان کا دست نگر نہ رہے چنانچہ مودی کے ساتھ وزارت عظمیٰ سنبھالنے کی تقریب میں سب سے پہلے شریک ہونے والا صدر افغانستان کا صدر کرزی تھا۔ امریکہ موجودہ حکومت کی طرح بھارت پر تب ہی بھروسہ کرتا ہے جب حکومت اس کی وفادار ہو، جبکہ پاکستان کے ساتھ اس کا رویہ ایسا نہیں۔ امریکی وفادار ہونے کے باوجود وہ اس پر اتنا اعتماد نہیں کرتا جتنا بھارت پر۔ ہاں اسے پاکستان کے حوالے سے جس بات کا خدشہ ہے وہ یہ ہے کہ اس اسلامی ملک کے اندر، جہاں کے عوام میں تبدیلی کی شدید تڑپ پائی جاتی ہے کسی بھی لمحے کوئی بھی تبدیلی آسکتی ہے، اس لئے امریکہ پاکستان کو ایک انتہائی غیر محفوظ ریاست تصور کرتا ہے..... اسی طرح امریکہ نواز مودی کے عہد حکومت میں بھارت افغانستان میں سیکورٹی کے حوالے سے کردار ادا کرنے میں سرگرمی دکھائے گا جو امریکہ نواز افغان حکومت ہی کے مفاد کے لئے ہو گا۔" اب مزید اس کے ساتھ اقتصادی تعاون کے معاہدات کیے جا رہے ہیں تاکہ امن کے قیام میں تعاون کو مضبوط تر اور افغانستان میں امریکی اثر و نفوذ کو تحفظ فراہم کر سکے۔

### دوسرا: ایران بھارت افغانستان ٹرانزٹ منصوبہ

1 بھارت اور ایران نے پہلی مرتبہ 2003 میں چاہ بہار تک بھارتی تجارتی گزر گاہ پر بحث کی۔ اس وقت دونوں ممالک نے اس بندر گاہ کو ترقی دینے پر اتفاق کیا تھا۔ 2004 میں بھارتی کمپنیوں نے ایرانی تنظیم برائے پورٹس و ٹرانسپورٹ کے ساتھ اس بندر گاہ کو ترقی دینے کے سلسلے میں ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے، لیکن اس پر پیش رفت نہیں ہو سکی۔ پھر مئی 2015، یعنی ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے جامع مشترکہ ورکنگ پروگرام سے دو ماہ قبل، بھارتی وزیر ٹرانسپورٹ نتین جاڈو نے ایران کا دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد چاہ بہار سے متعلق مفاہمتی یادداشت پر دستخط کرنا تھا۔ اس کے فوراً بعد چاہ بہار معاہدے کے مسودات کو حتمی شکل دینے کے لیے نیو دہلی میں ایران، افغانستان اور بھارتی مندوبین کی ملاقاتیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں تینوں ممالک نے 23 مئی 2016 کو چاہ بہار

بندر گاہ کو ترقی دینے کے معاہدے پر دستخط مکمل کر لیے۔ چاہ بہار ایران کے انتہائی مشرق میں واقع ہے اور اس معاہدے کے نتیجے میں چاہ بہار بندر گاہ بحر ہند کے ایک تجارتی گزر گاہ میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس معاہدے کا ہدف تینوں ممالک کے درمیان تجارت میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ معاہدہ ایران پر سے پابندیاں اٹھ جانے اور انٹینی پروگرام کے معاہدے پر دستخط ہو جانے کے بعد عمل میں لایا گیا۔ تہران میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے کہا "بھارت چاہ بہار منصوبے کے لئے 500 ملین ڈالر مختص کرے گا، ہم اگرچہ پوری دنیا کے ساتھ رابطے استوار کرنے کے خواہاں ہیں، مگر ہم تین ممالک کے درمیان تعلقات ترجیحی ہیں..... یہ امن اور خوشحالی کی گزر گاہ ہے..... یہ اقتصادی تعلقات پر اثر انداز ہو گا"۔ ایرانی صدر روحانی نے کہا "یہ معاہدہ صرف اقتصادی نہیں بلکہ یہ سیاسی اور علاقائی معاہدہ ہے، البتہ یہ کسی ملک کے خلاف نہیں، یہ امن برقرار رکھنے اور خطے کے استحکام میں کردار ادا کرے گا"۔ "مودی نے 12 مفاہمتی یادداشتوں پر بھی دستخط کیے جن کی رو سے بھارت تہران کو 6.5 بلین ڈالر ادا کرے گا جو تہران عالمی پابندیوں کی وجہ سے بھارت سے حاصل نہیں کر پاتا تھا اس کی ادائیگی سے قاصر ہے" (اے ایف پی 25 مئی 2016)۔ "فرانسیسی ایجنسی نے اپنے تبصرے میں کہا "چونکہ افغانستان سمندروں سے دور واقع ہے اس لئے ایران افغانستان کے لیے ایک بندر گاہ تیار کرے گا جس میں ریلوے لائنز اور ایران سے افغانستان تک سڑک بھی شامل ہیں۔ یہ چین کے خلاف بھارت کے حق میں اسٹریٹجک کامیابی سمجھی جا رہی ہے۔ بھارت چین سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے، جبکہ چین گواڈر بندر گاہ میں سرمایہ کار کر رہا ہے جو چاہ بہار سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے"۔ لہذا ایرانی صدر واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ منصوبے محض اقتصادی نہیں، بلکہ یہ سیاسی ہیں اور چین کے ساتھ ملحقہ علاقائی صورتحال کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ ایرانی صدر نے اگرچہ یہ بھی کہا کہ یہ منصوبے کسی کے خلاف نہیں، مگر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ ایرانی صدر نے کہا ہے کہ یہ محض اقتصادی نہیں بلکہ سیاسی اور علاقائی ہیں۔ اور بھارتی وزیر اعظم نے تینوں ممالک کے درمیان روابط مستحکم کرنے کا بھی اشارہ دیا، یعنی تینوں ممالک کے اہداف کے حصول کے لئے ان کے درمیان تعلقات مضبوط کیے جائیں گے۔

2 یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ بھارت و ایران منصوبوں کا مقصد وسطی ایشیا کے ممالک کے ساتھ زمینی رابطوں کی تشکیل ہے۔ چنانچہ ایران کے وزیر خارجہ جو اد ظریف نے "بھارت و ایران کے درمیان چاہ بہار بندر گاہ کے ترقی کے لئے اسٹریٹجک منصوبے کو جلد از جلد مکمل کرنے کی دعوت دی تاکہ چین اور وسطی ایشیا کے ممالک کے درمیان ہونے والی تجارت اور زمینی و تجارتی راستوں اور ریلویز لائنوں کو تقویت فراہم کرنے میں کردار ادا کرے" (صفحہ عالم، ایران 17 اپریل 2016)۔ اسی طرح بھارت کی وزارت خارجہ کے مطابق، "یہ معاہدہ افغانستان کی اقتصادی ترقی میں چاہ بہار بندر گاہ کو بڑی حد تک بہتر استعمال کے قابل بنائے گا اور بہترین علاقائی رابطے کا کام دے گا، جو افغانستان اور وسطی ایشیا کے ممالک کے ساتھ بھارت کے روابط پر مشتمل ہے" (دی ڈیپلو میٹ 18 اپریل 2016)۔ 24 مئی 2016 کو ایک پریس کانفرنس میں ایرانی صدر حسن روحانی کے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے، اس نے کہا: "چاہ بہار میں ہماری مشترکہ سرمایہ کاری، ہمیں افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ قابل اعتماد طریقے سے بھارت کو جوڑنے کے قابل بنا دے گی" (کوآرٹز، انڈیا 24 مئی 2016)۔ اور "بھارتی حکومت نے بالآخر ایک ایسے منصوبے کو تسلیم کیا جس میں چاہ بہار بندر گاہ کی ترقی کے لیے 100 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی وضاحت کی گئی ہے" (العالم، ایران 2 جون 2016)۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بحر ہند اور آبنائے ہرمز پر واقع چاہ بہار بندر گاہ اسٹریٹجک (تزویراتی) محل وقوع کی حامل ہے اور یہ وسطی ایشیا اور افغانستان کے لئے آسان ترین راستہ ہے۔

### تیسرا: چائنا پاک منصوبہ

1 چین کے صدر شی جن پنگ نے 20 اپریل 2015 کو پاکستان کا دورہ کیا اور اس کے ساتھ کئی معاہدوں پر دستخط کیے۔ ان کا تخمینہ 46 بلین ڈالر بتایا جاتا ہے جس میں گواڈر اور مغربی چین کے صوبہ سنکیانگ کے درمیان تین ہزار کلومیٹر پر مشتمل شاہراہوں کا

جال بچھانے کے ساتھ ساتھ ریلوے اور پائپ لائنز پر مشتمل منصوبے شامل ہیں۔ یہ منصوبے چین کے لیے بحر ہند اور اس سے آگے کے خطوں تک رسائی آسان تر بنادیں گے (روئیٹرز)۔ رویٹرز نے پاکستانی پارلیمنٹ میں دفاعی کمیٹی کے صدر مشاہد حسین سید کی بات نقل کرتے ہوئے لکھا "اس وقت پاکستان چین کے لئے محوری اہمیت کا حامل ہے۔ اس منصوبے کی کامیابی ضروری ہے اور یہ کامیاب ہو گا۔" مراسلہ نگار کہتے ہیں: "یہ منصوبے چین کی اپنی خواہشات میں پیش قدمی کا ترجمان ہیں، چین وسطی ایشیا اور جنوبی ایشیا میں اقتصادی اثر و رسوخ کا خواہاں ہے۔ یہ منصوبے یونائیٹڈ اسٹیٹس کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی امداد سے کہیں بڑھ کر ہیں۔" اے ایف پی کے ساتھ آن لائن بات کرتے ہوئے پاکستانی وزیر احسن اقبال نے کہا "اس سرمایہ کاری کے ذریعے بڑے اور حقیقی منصوبوں کو مکمل کیا جائے گا اور پاکستانی معیشت پر اس کے مثبت اثرات پڑیں گے۔" پاکستانی ذرائع کو چینی صدر نے کہا "چین اور پاکستان کو سیکورٹی تعاون کو مضبوط بنانے کے لئے سیکورٹی خدشات کے حوالے سے عملی یکسانیت کی ضرورت ہے۔" پاکستان میں چینی سرمایہ کاری کے 50 معاہدوں پر دستخط کیے گئے ہیں جن میں سے 30 معاہدوں کا تعلق اقتصادی راہداری کے ساتھ ہے۔ نواز شریف نے کہا "چینی صدر شی کا دورہ پاکستان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی تاریخ میں ٹرننگ پوائنٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور چین کے ساتھ دوستی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں سنگ بنیاد ہے۔" پاکستان کے صدر ممنون حسین نے کہا: "اس منصوبے سے تقریباً 3 ارب لوگ فائدہ حاصل کریں گے، پاکستان نے آمیدہ چالیس سال تک کے لئے گوادر بندرگاہ کو فعال بنانے کے لیے چین کو خصوصی حقوق دیے ہیں۔" پاکستان نے 13000 فوجیوں پر مشتمل جدید افواج کا ایک ڈویژن تشکیل دیا جو اکنامک کارویڈور کی حفاظت کی خدمات سرانجام دے گا۔ چین نے پاکستان کے ساتھ خفیہ ایٹمی تعاون اور میزائل دیے ہیں، ایٹمی صلاحیت کے حامل بیلک میزائل فراہم کیے جس کی رینج 2750 کلومیٹر ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف کا تازہ ترین بیان ہے کہ "وہ خود ذاتی طور پر چینی اقتصادی راہداری کی نگرانی کرتے ہیں، جو خطے کے لاکھوں لوگوں کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتی ہے، یہ راہداری پورے خطے کو تیز رفتار سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے ذریعے آپس میں مربوط کر دے گا....." (پاکستانی سرکار نیوز ایجنسی 12/7/2016)۔

2 یہ اقتصادی سرگرمی چین کو پاکستان کے ساتھ تعلقات کو مزید اہمیت دینے کی طرف کھینچے گی جبکہ پاکستان اس حوالے سے پُر جوش ہے اور چین کو ان جیسے اقتصادی منصوبوں کی منظوری کی ترغیب دیتا ہے یوں چین اس میں بے تحاشا سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس طرح پاکستان اپنے آقا امریکہ کی خواہشات کی تکمیل اور خدمت گزاری کر رہا ہے، جو چین کو حدود و قیود کا پابند کرنے اور اس کو مقابلہ بازی سے باز رکھنے کے لیے اس کے گرد گھیر اڈالنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ جتنا ممکن ہو چین کی توجہ جنوبی بحر چین پر تسلط کے حصول سے ہٹا کر دور دراز کے علاقوں میں کام کرنے پر لگائی جائے۔ یہ امر امریکہ کی نظر میں اہمیت کا حامل ہے، اس نے جنوبی بحر چین پر تسلط حاصل کرنے کی چینی کوششوں کو ناکام کرنے کے لیے بہت بھاگ دوڑ کی، کیونکہ چین جزیروں کو توسیع دے رہا ہے اور وہاں ہوائی اڈے اور بندرگاہیں بنا رہا ہے۔ یوں فطری طور پر ارجیلی جزیروں پر اسی کا تسلط ہو گا۔ ملحوظ رہے کہ ارجیلی جزیرے 250 جزیروں پر مشتمل ہیں۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ چین اقتصادی راہداری جیسے منصوبوں پر توجہ دے کر اس کی نظریں ان جزیروں سے ہٹ جائیں اور چین یہ سمجھے کہ ایسے منصوبوں کا فائدہ ان جزیروں سے بہت زیادہ ہے، اور گویا ان جزیروں کی تو کوئی قیمت نہیں! اس لئے پاکستان کا چین کے ساتھ منصوبوں پر کام جس کا رخ پاکستانی گوادر بندرگاہ کی طرف ہے جسے ملکی منصوبوں کے بالمقابل لایا جا رہا ہے۔ سہ ملکی منصوبوں کا رخ بھارتی بندرگاہ بھارتا کی جانب ہے، اور دونوں بندرگاہوں (گوادر اور بھارتا) کے درمیان 60 میل کا فاصلہ ہے۔ ظاہر ہے کہ چین اس کی وجہ سے خطے میں مصروف ہو جائے گا..... اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ پاکستان یا گوادر بندرگاہ اور ایران کی چاہ بہار بندرگاہ خطے میں جغرافیائی، تزویراتی اور سیاسی اہمیت کی حامل ہیں۔ اسی طرح عالمی ٹرانسپورٹ اور تیل کی تجارت میں بھی دونوں کی اہمیت مسلمہ

ہے..... جنوبی ایشیا کے امور کے ماہر آدم وی لار کی نے مذکورہ منصوبوں کی سیاسی حقیقت واضح کرتے ہوئے کہا "گوادر میں چینی کردار کے اغراض و مقاصد یا اس کے حجم اور چاہ بہار میں بھارتی کردار کے درمیان کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا، البتہ امریکیوں کو اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ بھارت چین کے توسیع پسندانہ سوچ کے راستے میں رکاوٹ بن کر سامنے آرہا ہے" (امریکہ بھارت اور ایران کے درمیان چاہ بہار منصوبے کی پشت پناہی کر رہا ہے کیونکہ یہ منصوبہ چین اور پاکستان کے گوادر منصوبے کے گرد گھیرا ڈالتا۔, Firstpost.com, 26 مئی 2016)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ گوادر منصوبے کے راستے چین پر اثر انداز ہوگا، کیونکہ 46 ارب ڈالر کا یہ ضخیم منصوبہ مکمل ہونے کے بعد چین کے دل کی طرح ہوگا جسے چین آسانی سے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا، چنانچہ اس کی توجہ دوسرے علاقوں سے ہٹ جائے گی جو ان جیسے منصوبوں سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جیسے جنوبی بحر چین.....

امریکہ چین کے خلاف خطے کے ممالک کو بھی اکسار رہا ہے جس میں فلپائن بھی شامل ہے جس نے عالمی عدالت میں چین کے ساتھ متنازعہ جزیروں کا مقدمہ اٹھایا جہاں مذکورہ عدالت نے فلپائن کے حق میں فیصلہ سنایا۔ چنانچہ ہالینڈ میں عالمی پنچا میں ٹریبونل نے 12 جولائی 2016 کو یہ اعلان کیا "قانونی لحاظ سے نائن پوائنٹس کی لکیر کے اندر واقع بحری علاقوں میں تاریخی ذرائع کے ذریعے حقوق کے مطالبے کا چین کے پاس کوئی بنیاد نہیں"۔ چین اپنے مطالبات میں انہی تاریخی پوائنٹس کو بنیاد بنا رہا ہے۔ اور یہ کہ "چین کی بعض سرگرمیوں کی وجہ سے فلپائن کے خصوصی اقتصادی علاقے میں بالادستی کے حقوق پامال کیے گئے۔ چین شکار کے معاملات اور فلپائنی تیل نکالنے اور مصنوعی جزیروں کے قیام جیسے امور میں دخل اندازی کرتا ہے، نیز چینی شکاریوں کو اس علاقے کے اندر شکار کرنے سے نہیں روکتا"۔ یہ اعلان ہوتے ہی چین نے فی الفور اپنی سرکاری ایجنسی (غیمو) کے ذریعے اس کا یقین دلایا کہ "چین ٹریبونل کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرتا"۔ اس کے بعد اس کی وزارت خارجہ نے اعلان کیا "یہ فیصلہ جھوٹا اور فضول ہے اس کے اندر کوئی بائسنڈنگ قوت نہیں"۔ وزارت خارجہ نے یہاں تک کہا کہ "اس فیصلے کے پیچھے مذموم اور ضرر رساں مقاصد کار فرما ہیں، اس کا چین کے تنازع کے حل، امن کی حفاظت اور جنوبی بحری چین میں استحکام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"۔ پھر صدر شی جن پنگ نے کہا "میرا ملک عالمی ٹریبونل کے سہارے پر کسی قسم کی چارہ جوئی یا تجویز ہرگز قبول نہیں کرتا"۔ اس کے بعد امریکہ نے ٹریبونل کے فیصلے کی تائید کا اعلان کیا اور اس نے کہا "یہ فیصلہ چین اور فلپائن کے لیے حتمی اور قانونی ہے، اس کا مقصد بڑی حد تک جنوبی بحر چین کے حوالے سے اختلافات کے پرامن حل تک رسائی ہے، جو ایک مشترکہ مقصد ہے"۔ امریکہ نے "تمام فریقوں کو فیصلے کی پابندی کرنے اور اشتعال انگیز کاروائیاں یا بیانات دینے سے گریز کی دعوت دی" (ڈی پی اے، اے ایف پی 12 جولائی 2015)۔

چوتھا: ان گزارشات سے سوال کا جواب کچھ اس طرح واضح ہو جاتا ہے:

ا۔ خطے کے ممالک بھارت ایران اور افغانستان اور چین و پاکستان کے درمیان جاری اقتصادی سرگرمیاں خالص اقتصادی نہیں، بلکہ اس کے سیاسی اہداف ہیں، بالخصوص چین کے علاوہ یہ تمام ممالک امریکی پالیسی کی پیروی کرنے والے ہیں۔  
 ب۔ امریکہ نے بھارت کو چین کا سامنا کرنے کے لئے کردار ادا کرنے کے قابل بنایا، امریکہ نے جس طرح بھارت کے ایٹمی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے پر کام کیا اسی طرح اس کو اقتصادی طور پر بھی طاقتور و توانا کرنا چاہتا ہے تاکہ جو کردار اس کو سونپا گیا ہے اس کو ادا کرنے کے قابل بنے، اس کو ایران کے ذریعے سہارا دیا اور اس کے اندر سرمایہ کاری کرنے کا میدان فراہم کیا۔ امریکہ ایران کو بھی اقتصادی طور پر مضبوط کرنے پر کام کر رہا ہے تاکہ اس کو سقوط سے بچایا جاسکے اور خطے میں سونپے گئے کردار کو نبھاتا رہے۔ امریکہ نے بھارت کو افغانستان میں کردار ادا کرنے کا موقع دیا تاکہ وہاں امریکی نفوذ کی نگہداشت کرے،

ایران بھی افغانستان میں امریکی وجود کی حمایت کرتا ہے، یہی وجہ تھی کہ بھارت اور ایران امریکی مقبوضہ افغانستان کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے متحرک ہو گئے اور سمندر کے کنارے موجود بندرگاہ تک رسائی کے لیے اس کے لیے راستے کھول دیے۔

ج۔ امریکہ اس حوالے سے پاکستان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ چین کے ساتھ تعلقات مضبوط کرے تاکہ پاکستان چین کو ایسے منصوبوں کی منظوری پر قائل کرے جو چین کو جنوبی بحر چین پر تسلط جمانے کے توسیعی سرگرمیوں سے باز رکھیں، اور یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ کچھ ممالک چین کے خلاف سمندر میں کود پڑنے کے لیے پر تول رہے ہیں اور اس کے لئے مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں، اور آخر میں یہ کہ ہیگ، ہالینڈ کے عالمی پنچامین ٹریبونل کی طرف سے ایک سیاسی فیصلہ کروایا گیا۔

د۔ وسط ایشیائی ممالک امریکہ کے ہدف پر ہیں، امریکہ ان ممالک کو پاکستان کے ساتھ کام کرنے کی طرف کھینچ رہا ہے اور ان ممالک کو چین کی طرف سے بنائے جانے والے اکنامک کارڈور کے ذریعے بحری بندرگاہ تک رسائی پانے کا مفاد جتلا رہا ہے۔ یوں امریکہ خطے کے ممالک کو اپنے ایجنٹ پاکستان کے ساتھ جوڑنے میں کامیاب ہو گا اور پاکستان کے ساتھ تعلقات کے راستے ان کے ساتھ روابط استوار کرے گا اور پاکستان کے ساتھ ان کے مفادات وابستہ ہونے کی وجہ سے انہیں خرید لینے کی کارروائی مکمل کی جائیگی..... یہ ایک پہلو ہے، دوسرے پہلو سے سہ ملکی معاہدے (ایران، افغانستان بھارت) کے اہداف میں سے یہ بھی ہے کہ وسط ایشیائی رسائی حاصل کی جاسکے جیسا کہ ایرانی اور بھارتی ذمہ داروں کے بیانات سے واضح ہے جبکہ وسطی ایشیائی امریکہ نواز ریاستوں کی رسائی بلاشبہ امریکی مفادات کی خدمت ہی ہے، کیونکہ اسی پالیسی کے ذریعے امریکہ وسط ایشیائی خطے میں اپنا اثر و نفوذ مستحکم کرے گا جہاں وہ روس کے ساتھ مزاحمت کے لیے خم ٹھونک کے کھڑا ہو سکے گا۔

آخری بات: یہ خطہ ساہا سال سے اسلامی خلافت کے دور میں اسلامی حکمرانی کے ماتحت رہا، شاہراہ ریشم اور خطے کی زیادہ تر بندرگاہوں اور تجارتی گزرگاہوں کی نگرانی خلافت کرتی تھی۔ ان ذرائع کو استعمال کرنے والے تاجروں کی اکثریت مسلمان ہوا کرتی تھی جو ادھر ادھر سے تجارتی سامان لے کر چلتے پھرتے تھے اور اس کے ساتھ وہ اسلام کے داعی بنتے تھے اور ان ہی کے ہاتھوں پر خطے کے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان ہی لوگوں کی نسلیں بڑھتے بڑھتے کروڑوں تک پہنچ گئیں۔ عنقریب ایسا پھر ہو کر رہے گا بلکہ اس سے بھی بہتر ہو گا، انشاء اللہ، تب ان ایجنٹوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گا جو امریکی اوما پر چلتے ہوئے اسی کے مفاد کی خدمت گزار بنے ہوئے ہیں، چہ جائیکہ ان کو حکومت کے امور سونپ کر اپنے بوسیدہ نظام اور قومی مفادات کی حفاظت کرتے رہے۔ انشاء اللہ! صبح کا انتظار کرنے والا جلد ہی صبح کو طلوع ہوتا دیکھ لے گا۔

(وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ).

"اور اللہ کو اپنے کام پر پورا اختیار حاصل ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے" (یوسف: 21)